میرے سنہرے سفرنامے

عبدالمالک مجاہد

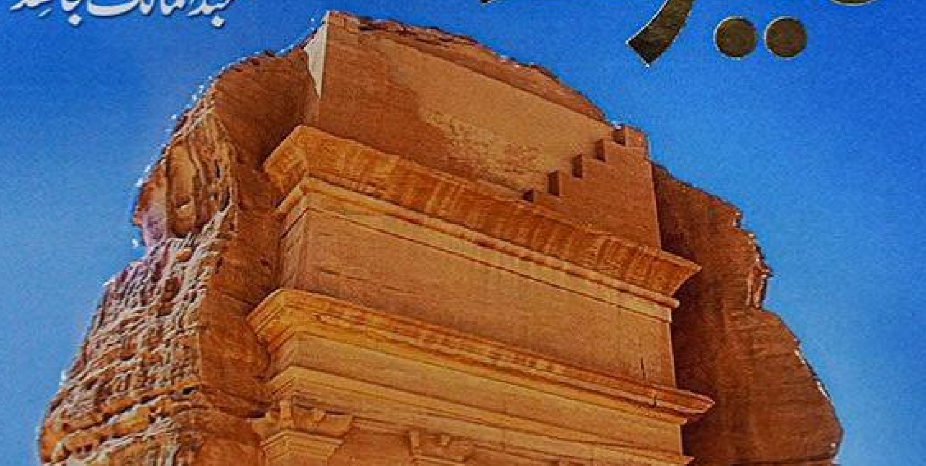

سعودی عرب، اردن، نائیجیریا، جنوبی افریقہ، چین
اٹلی، اسپین اور فرانس سمیت مختلف ممالک کے سفر کا احوال

سعودی عرب

ملک کا نام:	سعودی عرب
رقبہ:	22لاکھ80ہزار مربع کلومیٹر
آبادی:	2 کروڑ65لاکھ (شہری آبادی82.1فیصد)
زبان:	عربی
دارالحکومت:	ریاض
اہم شہر:	مکہ مکرمہ ، مدینہ منورہ ، جدہ ، دمام

سعودی عرب مغربی ایشیا میں واقع ہے۔ حرمین شریفین (مکہ و مدینہ) کی نسبت سے سعودی عرب کو عالم اسلام میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ یہاں کے حکمران خود کو خادم الحرمین الشریفین کہلواتے ہیں۔ یہ شرق اوسط کا بہت اہم ملک ہے۔ جزیرہ نمائے عرب کا تقریباً دو تہائی رقبہ سعودی عرب میں شامل ہے۔ اس کے شمال میں کویت، عراق اور اردن ہیں۔ جنوب میں یمن اور عُمان واقع ہیں۔ مشرق میں خلیج فارس، بحرین، قطر اور متحدہ عرب امارات ہیں جبکہ مغرب میں بحیرۂ احمر (قلزم) واقع ہے سعودی عرب کی تنگ مغربی ساحلی پٹی تہامہ کہلاتی ہے جہاں جدہ، ینبع، ضُبا اور جازان کی بندرگاہیں ہیں۔

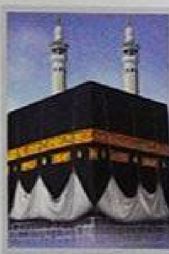

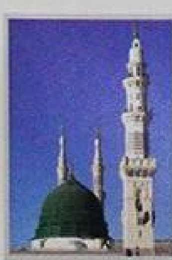

تہامہ کے مشرق میں حجاز کا پہاڑی سلسلہ ہے جسے جبال السراۃ کہا جاتا ہے۔ حجاز میں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، خیبر، تبوک اور طائف کے شہر واقع ہیں۔ سعودی عرب کا صحت افزا شہر طائف بھی انھی پہاڑوں میں واقع ہے۔ طائف سے جبال السراۃ کا سلسلہ جنوب میں عسیر اور سرحد یمن تک بلند ہوتا چلا گیا ہے۔ یہاں الباحہ اور ابہا کے شہر ہیں۔ ابہا کے شمال مغرب میں سعودی عرب کی بلند ترین چوٹی 3015 میٹر اونچی ہے۔

سعودی عرب میں ماضی قدیم کی نافرمان قوموں کی تباہی کے آثار ملتے ہیں۔ ربع الخالی کے جنوب

میں سعودی یمن سرحد کے ساتھ ساتھ حضرموت (یمن) میں قوم عاد آباد تھی۔ اس علاقے کو قرآن میں الاحقاف کہا گیا ہے۔ وادی القریٰ (العلا) اور مدائن صالح (الحجر) حجاز (صوبہ المدینۃ المنورۃ) میں واقع ہیں۔ یہاں قوم ثمود کے آثار ہیں۔ صوبہ تبوک میں قوم شعیب (مدین) کے آثار ملتے ہیں۔

سیرت نبوی، غزوات، سرایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے سے سعودی عرب میں جابجا آثار ملتے ہیں، بالخصوص حجاز اور نجد میں ایسے بے شمار مقامات ہیں۔ چند مقامات کے سابقہ اور موجودہ نام درج ذیل ہیں:

معدن بنی سُلیم (مہد الذہب)، بئر معونہ (دیار مطیر)، وادی القریٰ (العلا)، الرجیع (الوطیہ)، وادی رابغ (وادی مَر)، وادی النخل (وادی الحناکیہ)، وادی مرالظہران (وادی فاطمہ)، فدک (الحائط)، وادی الفرع (وادی النخل)، وادی اضم (وادی الحمض)، ذوالحلیفہ (ابیار علی)، دومۃ الجندل (الجوف)، وادی قُدید (وادی ستارہ)، المنصرف (المسیجید)، الصفرا (الواسطہ)، برک الغماد (البرک)، ہَجَر (الہفوف)، البحرین (الاحساء یا الحسا)۔

سعودی عرب کی زرعی پیداوار میں گندم، جو، ٹماٹر، کھجور، تربوز اور تر شاوہ پھل شامل ہیں۔ قابل کاشت زمین 1.5 فیصد ہے۔ دریا نہ ہونے کی وجہ سے مصنوعی آبپاشی کا نظام پھیلایا گیا ہے جس کے تحت پانی کے نلوں اور فواروں سے فصلوں پر چھڑکاؤ کیا جاتا ہے۔

معدنی وسائل میں پٹرولیم، قدرتی گیس، لوہا، سونا، اور تانبا شامل ہیں۔ خام تیل کے ذخائر 262.6 ارب ڈالر ہیں۔ بحیرۂ احمر اور خلیج سے تقریباً 96 ہزار ٹن مچھلی سالانہ پکڑی جاتی ہے۔ سعودی عرب اوپیک میں تیل پیدا کرنے اور برآمد کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے۔ اس کی برآمدات 335.3 ارب ڈالر اور درآمدات تقریباً 99.2 ارب ڈالر ہیں۔ سکہ سعودی ریال ہے۔ سعودی بجٹ 173.1 ارب ڈالر کے لگ بھگ ہوتا ہے۔ یہاں تعلیم لازمی ہے اور شرح خواندگی 66.1 فیصد ہے جبکہ فی کس آمدنی 24200 ڈالر ہے۔ فوجی نفری 233500 ہے۔

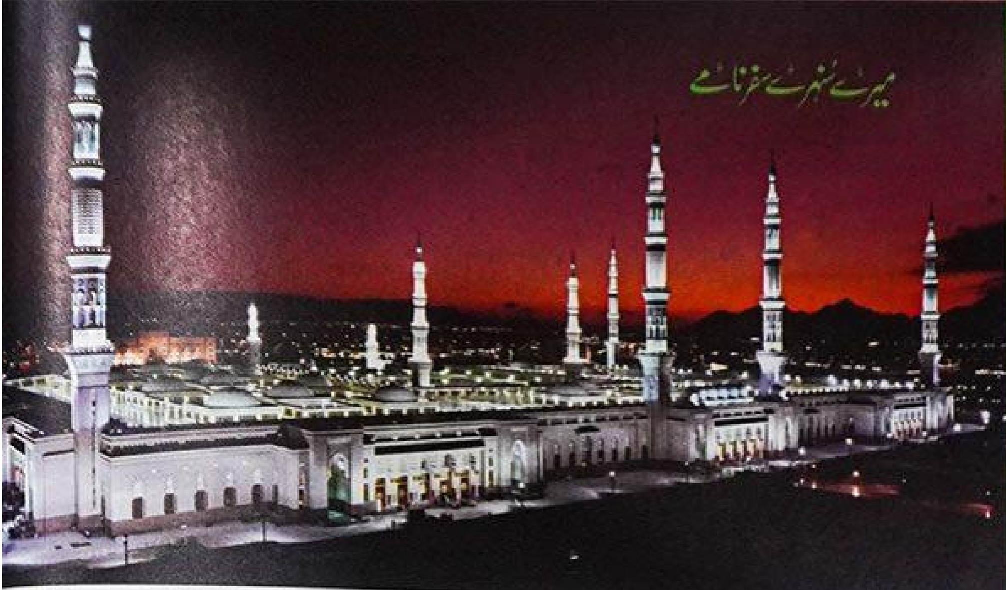

مدینۃ الرسول ﷺ کی پہلی زیارت

میں نے اس سنہرے سفرنامے کو کافی عرصہ پہلے سے لکھنا شروع کیا ہے۔ اگر میں ان سارے ملکوں کے سفرنامے لکھنا شروع کروں تو اس کے لیے کافی وقت درکار ہوگا اور شاید یہ کتاب کبھی ختم نہ کر پاؤں۔

محترم قارئین! جب یہ کتاب کسی حد تک مکمل ہوگئی تو سوال پیدا ہوا کہ اس سفرنامہ میں سب سے پہلے کس شہر کے بارے میں لکھوں تو میرے دل و دماغ نے مدینہ طیبہ کی مبارک اور محترم بستی کے بارے میں گواہی دی اور میں نے اسی سے اپنے سفرنامہ کا آغاز کیا۔ اپنے قارئین کے لیے واضح کردوں کہ پہلی بار جب میں نے اس مبارک شہر کا سفر کیا اور مسجد نبوی میں نمازیں پڑھیں، روضہ اقدس پر حاضری کی سعادت حاصل کی تو اس وقت مدینہ طیبہ کو کیسا پایا؟ بطور خاص مسجد نبوی کی تاریخ کے بارے میں کیا جان پایا۔

مارچ 1980 میں ملازمت کی خاطر میں نے سعودی عرب کا سفر کیا، ہر مسلمان کی طرح میری بھی بچپن سے دلی تمنا تھی کہ ان گلیوں اور بازاروں کو دیکھوں جہاں ہمارے پیارے رسول ﷺ کے شب و روز گزرتے تھے۔ میری خواہش تھی کہ سعودی عرب جانے کے بعد اولیں فرصت میں عمرہ کروں اور مدینہ طیبہ

حاضری دوں۔ اب مجھے ٹھیک سے یاد نہیں کہ میں نے پہلا عمرہ کب کیا، مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جیسے ہی مجھے اپنے کفیل سے اجازت ملی اور حالات کچھ سازگار ہوئے تو میں نے مکہ مکرمہ کا قصد کیا اور عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ اسی سفر میں مدینہ طیبہ کی زیارت کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اس زمانے میں مکہ سے مدینہ تک سنگل سڑک تھی۔ ٹریفک بھی ان دنوں بہت زیادہ نہ تھی۔ میں جب پہلی مرتبہ مدینہ منورہ گیا، اس وقت حج یا عمرہ کا موسم تو نہ تھا؛ البتہ ایک بات بطورِ خاص یاد ہے کہ میں بار بار اللہ تعالیٰ سے سلامتی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچنے کی دعا کر رہا تھا۔ کبھی کبھار راستہ میں خیال آتا کہ نجانے میری قسمت میں مدینہ منورہ کی زیارت ہے بھی یا نہیں۔ میں نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور دعا کی: ''اللہ رب العزت! مجھ پر خصوصی رحم و کرم فرما اور مجھے مدینہ منورہ کی زیارت کی سعادت سے محروم نہ رکھنا، بخیریت وعافیت مدینہ طیبہ پہنچا دینا۔

بچپن سے دلی تمنا تھی کہ ان گلیوں اور بازاروں کو دیکھوں جہاں ہمارے پیارے رسول ﷺ کے شب و روز گزرے تھے

محترم قارئین! مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ منورہ کی بھی اپنی ایک شاندار تاریخ ہے۔ یہ اللہ کے رسول ﷺ کا شہر ہے۔ کبھی اس کا نام یثرب تھا، مگر اللہ کے رسول ﷺ کی اس شہر میں تشریف آوری کے ساتھ ہی اس کا نام مدینہ طیبہ ہو گیا۔ یہ ایسا مبارک شہر ہے جہاں سے ایک بندہ مؤمن کا واپس آنے کو کبھی دل نہیں چاہتا۔ میں نے بارہا تصاویر میں مسجد نبوی اور روضہ اقدس کو دیکھا تھا۔ اس زمانے میں موجودہ توسیع نہیں ہوئی تھی۔ مسجد کا بیرونی دروازہ شاہ سعود کے دور کا بنایا ہوا باب مجیدی تھا۔ جو آج بھی موجود ہے۔ آج بھی مسجد کا اندرونی حصہ ترکوں کا تعمیر کردہ ہے۔ اس مسجد کو تعمیر ہوئے کئی صدیاں گزر چکی ہیں، مگر یہ صرف خوبصورت تعمیر کا ہی شاہکار نہیں بلکہ ترکوں کی محبت کا بھی منہ بولتا ثبوت ہے۔ رسالت مآب ﷺ کی مبارک زندگی کے بعد جو بھی حکمران آیا اس نے اس شہر کی خدمت میں کوئی نہ کوئی تحفہ ضرور پیش کیا۔ کم و بیش تمام حکمرانوں نے اپنے اپنے وسائل کے مطابق مسجد کی توسیع میں اپنا حصہ ڈالا یا کوئی ایسا کام ضرور کیا جو اس شہر کے شایان

شان ہوتا۔ مسجد نبوی بنونجار کے محلّہ میں واقع ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے دادا سردار عبدالمطلب کا ننھیال تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی اونٹنی عین اسی جگہ بیٹھی تھی جہاں مسجد تعمیر کی گئی۔ بنونجار کے دو یتیم بچوں کی یہ زمین اللہ کے رسول ﷺ کے حکم پر خریدی گئی اور آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس مسجد کی بنیاد رکھی۔ صحابہ کرام کے ساتھ اس مسجد کی تعمیر میں آپ ﷺ نے بذات خود حصہ لیا۔ یہ مسجد اس وقت چھوٹی سی تھی، مگر بعد کی توسیعات کی بدولت یہ خاصی بڑی ہوگئی۔

مسجد نبوی بنونجار کے محلہ میں واقع ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے دادا سردار عبدالمطلب کا ننھیال تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی اونٹنی عین اسی جگہ بیٹھی تھی جہاں مسجد تعمیر کی گئی

میں نے پہلی بار جب مسجد نبوی میں قدم رکھا، اس کیفیت اور اپنے جذبات کو الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالی نے میری دیرینہ خواہش پوری کردی تھی۔ میں نے ریاض الجنۃ میں نوافل ادا کیے، روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہوکر سلام کے بعد خاصی دیر تک درود شریف پڑھتا رہا۔ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق کو بھی سلام پیش کیا، ان کی بلندی درجات کی دعائیں کیں۔ میرا قیام دو یا تین دن کا تھا۔ بڑی خواہش تھی کہ میں اس مسجد کی تاریخ کو تفصیل سے جانوں کیونکہ میں پہلی مرتبہ یہاں آیا تھا۔ مسجد نبوی کی تاریخ سے بہت زیادہ واقفیت نہیں تھی۔

میں ریاض الجنۃ میں بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کررہا تھا۔ میرے قریب ہی ایک سفید ریش بزرگ بھی تلاوت میں مشغول تھے۔ جب انہوں نے تلاوت ختم کی تو میں نے ان سے سلام کیا۔ تعارف ہوا تو انہوں نے اپنا نام عبدالعزیز شرقی بتایا۔ فرمایا: میں جماعت اسلامی کے تاسیسی ممبران میں سے ہوں۔ میرا شمار مولانا مودودی کے قریبی ساتھیوں میں ہوتا ہے۔ ایک مدت سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں۔ زیادہ تر وقت مسجد میں گزرتا ہے۔ ان سے گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا، وہ اپنے مشاہدات اور تجربات بیان کرتے رہے، انہیں مسجد نبوی کی تاریخ پر مکمل عبور تھا، فرمانے لگے: اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں مسجد نبوی کی سیر کروادوں۔ عرض کی: یہ تو میرے لیے بڑی سعادت کی بات ہوگی۔ پھر میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ وہ اپنی

چھڑی کا سہارا لیے آہستہ آہستہ ریاض الجنۃ سے نکلے۔ اس وقت مسجد میں رش نہ ہونے کے برابر تھا۔ ہم عالم تصور میں اس دور میں چلے گئے جب یہاں ایک چٹیل میدان تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو پہلے قباء میں چار دن قیام فرمایا پھر جمعہ کے روز آپ یثرب کی طرف روانہ ہوئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق آپ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے بنونجار کو جو آپ کے ماموں کا قبیلہ تھا اطلاع بھیج دی تھی۔ وہ تلواریں حمائل کیے حاضر خدمت تھے۔

قارئین کرام! اس سے پہلے کہ ہم آگے بڑھیں میں اس ٹیلے کا ذکر کرتا چلوں جو مسجد کی مغربی جانب پاکستان ہاؤس کے قرب وجوار میں واقع ہے۔ یہ وہی ٹیلہ ہے جس پر کھڑے ہو کر مدینہ کی بچیوں نے مشہور اشعار پڑھے تھے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا — مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا — مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ
أَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِينَا — جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ

آپ ﷺ نے مسجد نبوی کے لیے اس جگہ کو منتخب فرمایا تھا جہاں بنونجار کے محلّہ میں آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی۔ مولانا عبدالعزیز شرقی ہاتھ کے اشارے سے اور کبھی اپنی چھڑی سے اشارہ کر کے مجھے بتاتے تھے کہ یہ جگہ دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی تھی۔ ان کے والد کا نام رافع تھا جو انتقال کر چکے تھے۔ جب آپ ﷺ نے یہاں مسجد بنانے کا ارادہ فرمایا تو ان بچوں نے یہ جگہ مفت دینے کی خواہش ظاہر کی، مگر اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق کو حکم دیا کہ اس کا معاوضہ ادا کر دیں۔ سیرت نگاروں کے مطابق

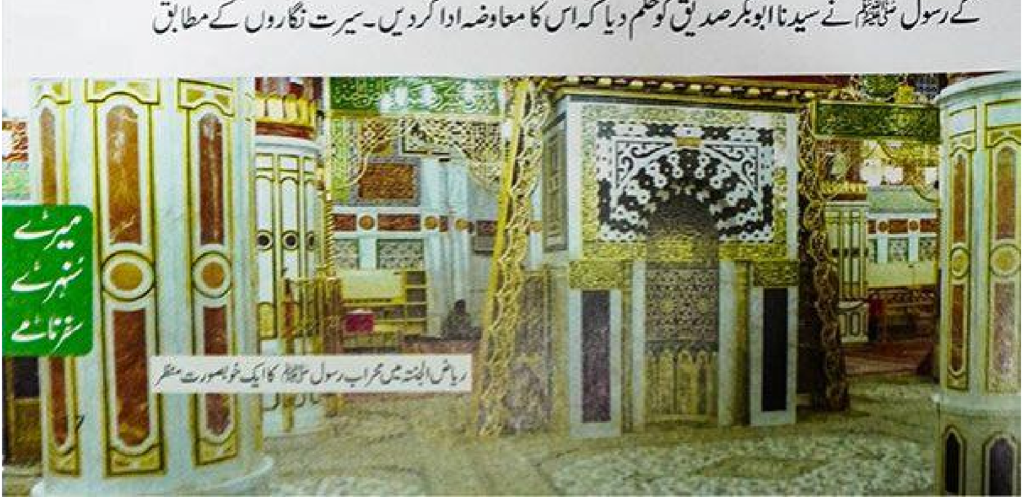

ریاض الجنۃ میں محراب رسول ﷺ کا ایک خوبصورت منظر

زمین کی قیمت دس دینار ادا کی گئی۔ مسجد کی تعمیر شروع ہوئی تو اس کی بنیادیں تین ہاتھ گہری کھودی گئیں۔ مسجد بنانے کے لیے آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو کچی اینٹیں بنانے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ بھی اللہ کے اس گھر کی تعمیر میں برابر کے شریک رہے۔ رسول اللہ ﷺ کے جانثار صحابہ یہ شعر پڑھتے ہوئے مسجد نبوی تعمیر کر رہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الآخِرَهْ   فَاغْفِرِ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ

قارئین کرام! یہ مسجد جس کی لمبائی اس وقت کم وبیش 70 ذراع، اور چوڑائی 60 ذراع تھی۔ مطلب یہ ہوا کہ عہد نبوی میں اس کا طول 35 میٹر اور عرض 30 میٹر تھا۔ اس کے ستون کھجور کے تنوں کے اور چھت کھجور کی شاخوں اور پتوں کی تھی جبکہ فرش کچا تھا۔ جب بارش ہوتی تو چھت ٹپکنے لگتی۔ ترکوں کا لکھا ہوا اب بھی ستونوں پر موجود ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے دور میں مسجد کی حد یہاں تک تھی۔ مسجد کا محراب شمال یعنی احد پہاڑ کی طرف اور مسجد میں داخلہ کے لیے دروازہ جنوبی جانب تھا۔ یہاں سے قریب ہی سیدنا ابوایوب انصاری کا گھر تھا جہاں آپ ﷺ نے قیام فرمایا۔ مولانا عبدالعزیز نے مجھے محراب نبوی کی تاریخ بتائی۔ پھر ہم ریاض الجنۃ میں داخل ہوئے۔ یہ وہ مقدس ومتبرک جگہ ہے۔ جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ) (متفق علیه)

''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے''۔

ریاض الجنۃ میں بہت سارے ستون ہیں انہوں نے ہر ایک ستون کا تعارف کرایا۔ ہر ستون کی اپنی تاریخ ہے۔ آج بھی ان ستونوں پر ان کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے سیدہ عائشہ کے حجرہ مبارک اور دیگر امہات المومنین کے حجروں کی بھی نشاندہی کی جن کو بعد میں مسجد کی توسیع میں شامل کر لیا گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق کے مسجد کی طرف کھلنے والے چھوٹے دروازے کے بارے میں بتایا کہ اللہ کے رسول

ﷺ نے فرمایا تھا کہ ابوبکر صدیق کے گھر کے دروازے کے علاوہ جتنے بھی دروازے مسجد میں کھلتے ہیں ان کو بند کر دیا جائے۔

قارئین کرام! اسلام بڑی تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی نمازیوں میں بھی خوب اضافہ ہوا۔ مسجد نمازیوں سے بھر گئی۔ پہلے پہل اللہ کے رسول ﷺ نے شمال کی طرف منہ کر کے نمازیں ادا کیں کیونکہ بیت المقدس مدینہ منورہ سے شمال کی جانب واقع ہے۔ پھر جب تحویل قبلہ کا حکم ہوا تو محراب مسجد

موجودہ مسجد کی چھت کی خوبصورت تصویر

عہد نبوی میں مسجد کی چھت کھجور کی شاخوں اور پتوں کی تھی جبکہ فرش کچا تھا۔ جب بارش ہوتی تو چھت ٹپکنے لگتی۔ ترکوں کے دور میں مسجد کے ستونوں پر لکھائی کی گئی جو آج بھی موجود ہے۔

کے جنوبی جانب اور مسجد کے دروازے شمالی سمت منتقل کیے گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ 7 ہجری میں فتح خیبر کے بعد جب واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو مسجد نبوی میں پہلی توسیع کی گئی۔ اس کے بعد 17 ہجری میں سیدنا عمر فاروق کے عہد میں اور پھر 29 ہجری میں سیدنا عثمان بن عفان کے دور میں توسیع کی گئی۔ 88 ہجری میں اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دور میں امہات المومنین کے حجرے مسجد نبوی میں شامل کیے گئے۔ یہ حجرے اس جگہ تھے جہاں آج کل امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں اور لوگ درود وسلام کے لیے جاتے ہیں۔ ان دنوں سیدنا عمر بن عبدالعزیز مدینہ کے گورنر تھے۔ ان کی نگرانی میں پہلی مرتبہ مسجد کے چاروں کونوں پر چار مینار تعمیر کیے گئے اور پہلی بار مسجد میں محراب بنائی گئی۔ جب ان حجروں کو گرایا گیا تو

میرے سنہرے سفرنامے

عبدالمالک مجاہد

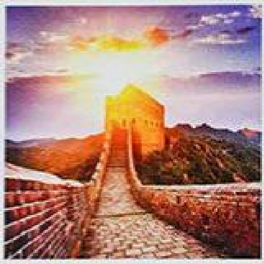
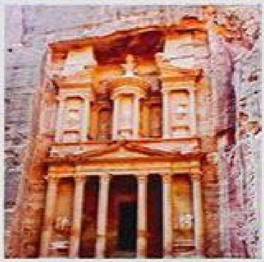

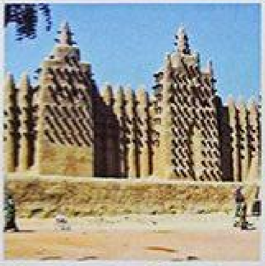

9786035002225

دارالسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ